قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ (آل عمران:74)

روزنامہ

الفضل لندن

Online Edition

مدیر: ابو سعید

منگل 15 دسمبر 2020ء | 29 ربیع الثانی 1442ہجری قمری | جلد:2 | شمارہ:296

ارشادِ باری تعالیٰ

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَطِیۡعُوا اللّٰهَ وَ اَطِیۡعُوا الرَّسُوۡلَ وَ اُولِی الۡاَمۡرِ مِنۡکُمۡ ۚ فَاِنۡ تَنَازَعۡتُمۡ فِیۡ شَیۡءٍ فَرُدُّوۡهُ اِلَی اللّٰهِ وَ الرَّسُوۡلِ اِنۡ کُنۡتُمۡ تُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰهِ وَ الۡیَوۡمِ الۡاٰخِرِ ؕ ذٰلِکَ خَیۡرٌ وَّ اَحۡسَنُ تَاۡوِیۡلًا۔

(سورۃ النساء آیت:60)

ترجمہ: اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو، اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور اپنے حکّام کی بھی، اور اگر تم کسی معاملے میں اُولُوالاَمر سے اختلاف کرو تو ایسے معاملے اللہ اور رسول کی طرف لوٹا دیا کرو۔ اگر فی الحقیقت تم اللہ اور یوم آخرت پر ایمان لانے والے ہو۔ یہ بہت بہتر طریقہ ہے اور اپنے انجام کے لحاظ سے بہت اچھا ہے۔

فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت عبادہ بن صامتؓ روایت کرتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت اس شرط پر کی کہ ہم سنیں گے اور اطاعت کریں گے آسانی میں بھی اور تنگی میں بھی، خوشی میں بھی اور رنج میں بھی اور ترجیحی سلوک کی صورت میں بھی۔ اور ہم اُولُوالاَمر سے نہیں جھگڑیں گے۔ اور جہاں کہیں بھی ہم ہوں گے حق پر قائم رہیں گے۔ اور اللہ کی خاطر کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈریں گے۔

(مسلم کتاب الامارۃ باب وجوب طاعۃ الامراء)

فرمانِ خلیفہ وقت

’’کسی بھی قوم یا جماعت کی ترقی کا معیار اور ترقی کی رفتار اس قوم یا جماعت کے معیار اطاعت پر ہوتی ہے۔ جب بھی اطاعت میں کمی آئے گی تو ترقی کی رفتار میں کمی آئے گی۔ اور الٰہی جماعتوں کی نہ صرف ترقی کی رفتار میں کمی آتی ہے بلکہ روحانیت کے معیار کے حصول میں بھی کمی آتی ہے۔ اسی لئے خداتعالیٰ نے قرآن کریم میں بے شمار دفعہ اطاعت کا مضمون کھولا ہے۔ اور مختلف پیرایوں میں مومنین کو یہ نصیحت فرمائی کہ اللہ کی اطاعت اس وقت ہو گی جب رسول کی اطاعت ہو گی۔ کہیں مومنوں کو یہ بتایا کہ بخشش کا یہ معیار ہے کہ وہ خدا اور اس کے رسول کی اطاعت کریں اور تمام احکامات پر عمل کریں تو پھر مغفرت ہو گی۔ پھر فرمایا کہ تقویٰ کے معیار بھی اس وقت قائم ہوں گے بلکہ تم تقویٰ پر قدم مارنے والے اس وقت شمار ہو گے جب اطاعت گزار بھی ہو گے۔ اور جب تم اپنی اطاعت کے معیار بلند کر لو گے تو فرمایا تم ہماری جنتوں کے وارث ٹھہرو گے‘‘۔

(خطبہ جمعہ 27/ اگست 2004ء بحوالہ alislam.org)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحاتِ قلم

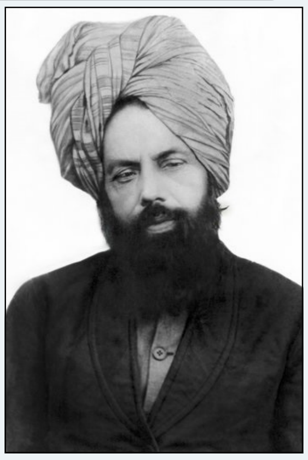

مجاہدات سے زیادہ اطاعت کی ضرورت ہے

’’اللہ اور اس کے رسول اور ملوک کی اطاعت اختیار کرو۔ اطاعت ایک ایسی چیز ہے کہ اگر سچے دل سے اختیار کی جائے تو دل میں ایک نور اور روح میں ایک لذت اور روشنی آتی ہے۔ مجاہدات کی اس قدر ضرورت نہیں ہے جس قدر اطاعت کی ضرورت ہے۔ مگر ہاں یہ شرط ہے کہ سچی اطاعت ہو اور یہی ایک مشکل امر ہے۔ اطاعت میں اپنے ہوائے نفس کو ذبح کر دینا ضروری ہوتا ہے۔ بدوں اس کے اطاعت ہو نہیں سکتی اور ہوائے نفس ہی ایک ایسی چیز ہے جو بڑے بڑے موحّدوں کے قلب میں بھی بت بن سکتی ہے۔ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین پر کیسا فضل تھا اور وہ کس قدر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں فنا شدہ قوم تھی۔ یہ سچی بات ہے کہ کوئی قوم، قوم نہیں کہلا سکتی اور ان میں ملّیت اور یگانگت کی روح نہیں پھونکی جاتی جب تک کہ وہ فرمانبرداری کے اصول کو اختیار نہ کرے۔ اور اگر اختلاف رائے اور پھوٹ رہے تو پھر سمجھ لو کہ یہ ادبار اور تنزل کے نشانات ہیں۔ مسلمانوں کے ضعف اور تنزل کے منجملہ دیگر اسباب کے باہم اختلاف اور اندرونی تنازعات بھی ہیں۔ پس اگر اختلاف رائے کو چھوڑ دیں اور ایک کی اطاعت کریں جس کی اطاعت کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے پھر جس کام کو چاہتے ہیں وہ ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ جماعت پر ہوتا ہے۔ اس میں یہی تو سرّ ہے۔ اللہ تعالیٰ توحید کو پسند فرماتا ہے اور یہ وحدت قائم نہیں ہو سکتی جب تک اطاعت نہ کی جاوے۔ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں صحابہؓ بڑے بڑے اہل الرائے تھے۔ خدا نے ان کی بناوٹ ایسی ہی رکھی تھی وہ اصول سیاست سے بھی خوب واقف تھے کیونکہ آخر جب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دیگر صحابہ کرامؓ خلیفہ ہوئے اور ان میں سلطنت آئی تو انہوں نے جس خوبی اور انتظام کے ساتھ سلطنت کے بارگراں کو سنبھالا ہے۔ اس سے بخوبی معلوم ہو سکتا ہے کہ ان میں اہل الرائے ہونے کی کیسی قابلیت تھی مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور ان کا یہ حال تھا کہ جہاں آپؐ نے کچھ فرمایا اپنی تمام راؤں اور دانشوں کو اس کے سامنے حقیر سمجھا۔ اور جو کچھ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسی کو واجب العمل قرار دیا‘‘۔

(بحوالہ تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد دوم صفحہ 246 تا 247 زیر آیت سورۃ النساء:60)

اس شمارہ میں

- گھٹا کرم کی، ہجومِ بلا سے اُٹھی ہے (منظوم)
- حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تاریخ پیدائش معیّن ہوگئی
- مکرم میاں محمد عمر صاحب
- گھانا کے معلم Abdul Wahab Anderson کا ذکرِ خیر

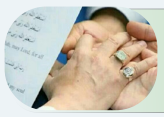

دربارِ خلافت

تو ہمیشہ اللہ کا فضل اور صرف اس کا فضل ہی ہے جو انسان کو بچائے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

... پھر حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ سے بڑھ کر کوئی حسین اخلاق والا نہیں تھا۔ آپ کے صحابہ میں سے یا اہل خانہ میں سے جب بھی کسی نے آپ کو بلایا تو ہمیشہ آپ کا جواب یہ ہوتا تھا کہ میں حاضر ہوں۔ تب ہی تو قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ کہ آپ عظیم خلق پر قائم تھے۔

(الوفاء باحوال المصطفی از علامہ ابن جوزی صفحہ ۴۶۷ حامد اینڈ کمپنی لاہور)

پھر اپنی عاجزی کے اظہار اور اپنے خاندان کو صحیح راستے پر ڈالنے کے لئے اور ان کو عباد الرحمن بنانے کے لئے آپؐ نے کیسی خوبصورت نصیحت فرمائی۔ ایک موقع پر آپ نے اپنی پھوپھی صفیّہ کو فرمایا اے میری پھوپھی صفیّہ بنت عبد المطلب اور اے میری لختِ جگر فاطمہ، میں تم کو اللہ کے عذاب سے ہر گز نہیں بچا سکتا۔ اپنی جانوں کی خود فکر کرلو۔

(بخاری کتاب التفسیر سورۃ الشعراء زیر آیت وانذر عشیرتک الاقربین)

تو ہمیشہ اللہ کا فضل اور صرف اس کا فضل ہی ہے جو انسان کو بچائے اور ہر وقت اس کے آگے جھکے رہنا چاہئے اور اللہ تعالیٰ کے احکامات کی ہر وقت تعمیل کرتے رہنا چاہئے اور اس کی مخلوق کی خدمت کرتے رہنا چاہئے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام فرماتے ہیں کہ اگر خدا کو تلاش کرنا ہے تو مسکینوں کے دلوں کے پاس تلاش کرو۔ اسی لئے پیغمبروں نے مسکینی کا جامہ ہی پہن لیا تھا۔ اسی طرح چاہئے کہ بڑی قوم کے لوگ چھوٹی قوم کو ہنسی نہ کریں اور نہ کوئی یہ کہے کہ میرا خاندان بڑا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم میرے پاس جو آؤ گے تو یہ سوال نہ کروں گا کہ تمہاری قوم کیا ہے یا تمہارا خاندان کیا ہے بلکہ سوال یہ ہو گا کہ تمہارا عمل کیا ہے۔ اسی طرح پیغمبر خدا نے اپنی بیٹی کو فرمایا کہ اے فاطمہ! خدا تعالیٰ ذات کو نہیں پوچھے گا اگر تم کوئی برا کام کرو گی تو خدا تعالیٰ تم سے اس واسطے درگذر نہ کرے گا کہ تم رسول کی بیٹی ہو۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ ۳۷۰ الحکم ۱۷ر جولائی ۱۹۰۳ء)

پھر دیکھیں آج کل اگر کسی کو کوئی عہدہ مل جائے یا مالی حالت کچھ بہتر ہو جائے تو زمین پر پاؤں نہیں ٹکتے۔ اپنے آپ کو کوئی بالا مخلوق سمجھنے لگ جاتے ہیں۔ ماتحتوں سے یا غریب رشتہ داروں سے اس طرح بات کرتے ہیں جیسے کوئی انتہائی کم درجہ کے لوگ ہوں۔ لیکن اسوۂ رسولؐ دیکھیں کیا ہے۔

ابومسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضورؐ کے پاس ایک شخص آیا آپ اس سے گفتگو فرما رہے تھے تو اسی دوران میں اس پر آپ کا رعب اور ہیبت طاری ہوگئی اور اس وجہ سے اس کو کپکپی طاری ہوگئی کانپنے لگ گیا وہ۔ تو آپؐ اسے فرمانے لگے۔ کہ دیکھو اطمینان اور حوصلہ رکھو، گھبرانے کی کوئی بات نہیں ہے میں کوئی جابر بادشاہ تھوڑا ہی ہوں میں تو ایک ایسی عورت کا بیٹا ہوں جو سوکھا گوشت کھایا کرتی تھی۔

(ابن ماجہ کتاب الاطعمہ باب القدید)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

مومن کی یہ شرط ہے کہ اس میں تکبر نہ ہو بلکہ انکسار، عاجزی، فروتنی اس میں پائی جائے اور یہ خدا تعالیٰ کے ماموروں کا خاصہ ہے ان میں حد درجہ کی فروتنی اور انکسار ہوتا ہے اور سب سے بڑھ کر آنحضرت ﷺ میں یہ وصف تھا۔ آپ کے ایک خادم سے پوچھا گیا کہ تیرے ساتھ آپؐ کا کیا معاملہ ہے۔ اس نے کہا سچ تو یہ ہے کہ مجھ سے زیادہ وہ میری خدمت کرتے ہیں۔ اَللّٰھم صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ۔ تو یہ ہے وہ نمونہ اعلیٰ اخلاق اور فروتنی کا اور یہ بھی سچ ہے کہ زیادہ تر عزیزوں میں خدام ہوتے ہیں جو ہر وقت گرد و پیش حاضر رہتے ہیں۔ فرمایا اس لئے اگر کسی کے انکسار اور فروتنی اور تحمل اور برداشت کا نمونہ دیکھنا ہو تو ان سے معلوم ہوسکتا ہے بعض مرد یا عورتیں ایسی ہوتی ہیں کہ خدمت گار سے ذرا کوئی کام بگڑا۔ مثلاً چائے میں نقص ہوا تو جھٹ گالیاں دینی شروع کر دیں یا تازیانہ لے کر مارنا شروع کر دیا اور ذرا شوربے میں نمک زیادہ ہوگیا تو بس بیچارے خدمتگاروں پر آفت آئی۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ ۴۳۷، ۴۳۸ الحکم ۱۰ر نومبر ۱۹۰۵)

ایک روایت ہے کہ ایک دفعہ آنحضرت ﷺ ایک کم سن لونڈی کو بازار میں روتے دیکھا جو گھر کے مالکوں کا آٹا پسینے نکلی تھی مگر درہم گم کر بیٹھی۔ آپؐ نے اسے درہم بھی مہیا کئے اور اس کے مالکوں کے گھر جا کر سفارش بھی کی۔ اس بات پر کہ آنحضرت ﷺ سفارش کرنے کے لئے آئے ہیں مالکوں نے اس کو آزاد بھی کر دیا۔

(مجمع الزوائد از علامہ ھیثمی جلد ۹ صفحہ ۴۱ مطبوعہ بیروت)

حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ حضور ایک مجلس میں اصحاب کے ساتھ تشریف فرما تھے۔ مدینہ کی ایک

بقیہ صفحہ 6 پر

گھٹا کرم کی، ہجومِ بلا سے اُٹھی ہے

گھٹا کرم کی، ہجومِ بلا سے اُٹھی ہے
کرامت اک دلِ درد آشنا سے اُٹھی ہے
جو آہ ، سجدۂ صبر و رضا سے اُٹھی ہے
زمین بوس تھی ، اُس کی عطا سے اُٹھی ہے
رسائی دیکھو ! کہ باتیں خدا سے کرتی ہے
دُعا ۔جو قلب کے تحت الثریٰ سے اُٹھی ہے
یہ کائنات ازل سے نہ جانے کتنی بار
خلا میں ڈوب چکی ہے خلا سے اُٹھی ہے
سدا کی رسم ہے ، ابلیسیت کی بانگ زبوں
انا کی گود میں پل کر اِباء سے اُٹھی ہے
حیا سے عاری ، سیہ بخت، نیش زن، مردود
یہ واہ واہ کسی کربلا سے اُٹھی ہے
خموشیوں میں کھنکنے لگی کسک دل کی
اک ایسی ہوک دلِ بے نوا سے اُٹھی ہے
مسیح بن کے وہی آسماں سے اتری ہے
جو التجا ، دلِ ناکتخدا سے اُٹھی ہے
وہ آنکھ اُٹھی تو مردے جگا گئی لاکھوں
قیامت ہو گی ، کہ جو اس ادا سے اُٹھی ہے
امر ہوئی ہے وہ تجھ سے محمدؐ عربی
ندائے عشق ، جو قول بلیٰ سے اُٹھی ہے
ہزار خاک سے آدم اٹھے ، مگر بخدا
شبیہ وہ! جو تری خاک پا سے اُٹھی ہے
بنا ہے مہبط انوار قادیاں ۔ دیکھو
وہی صدا ہے ، سنو! جو سدا سے اُٹھی ہے
کنارے گونج اٹھے ہیں زمیں کے ، جاگ اٹھو
کہ اک کروڑ صدا، اک صدا سے اُٹھی ہے
جو دل میں بیٹھ چکی تھی ہوائے عیش و طرب
بڑے جتن سے ، ہزار التجا سے اُٹھی ہے
حیاتِ نو کی تمنا ۔ ہوئی تو ہے بیدار
مگر یہ نیند کی ماتی ، دعا سے اُٹھی ہے

کلام طاہر ایڈیشن 2004 صفحہ 66۔67

تبرکات حضرت مرزا بشیر احمد صاحب

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تاریخ پیدائش معیّن ہوگئی

۱۴؍ شوال ۱۲۵۰ ہجری مطابق ۱۳؍ فروری ۱۸۳۵ء بروز جمعہ

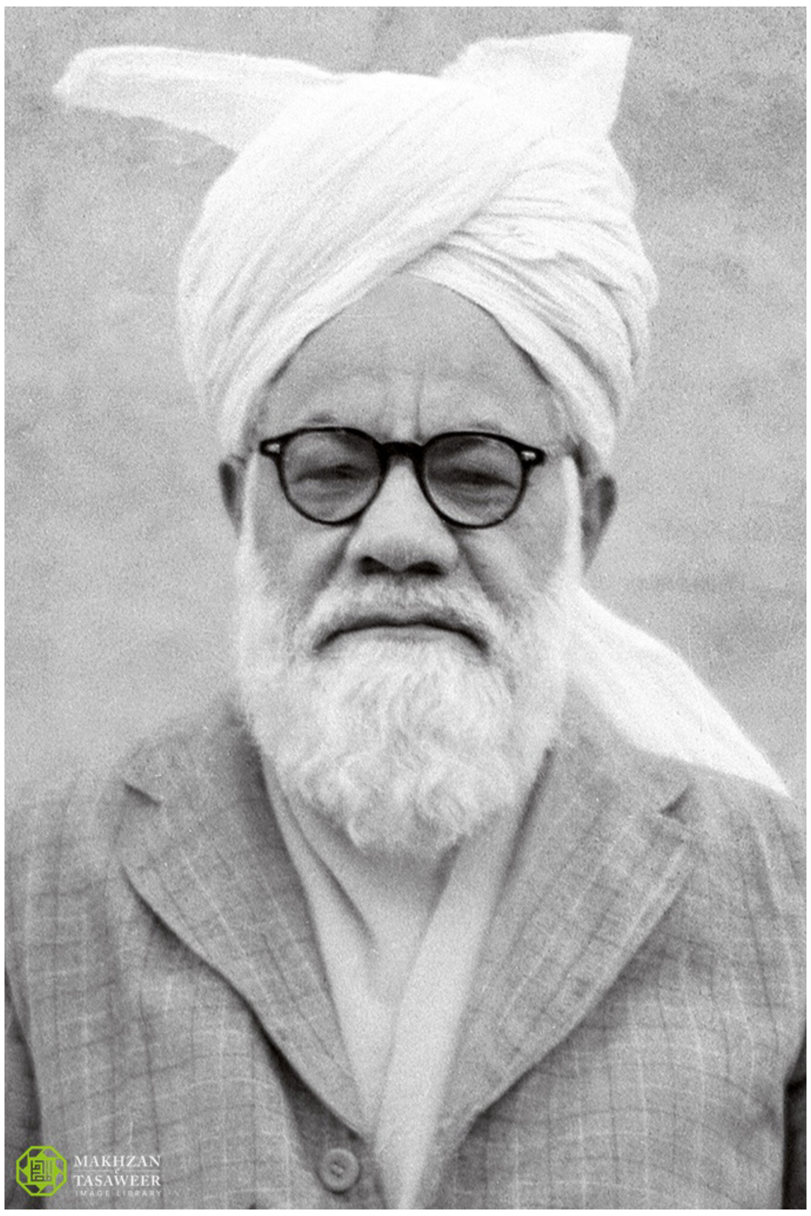

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تاریخ پیدائش اور عُمر بوقت وفات کا سوال ایک عرصے سے زیرِ غور چلا آتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تصریح فرمائی ہے کہ حضور کی تاریخ پیدائش معین صورت میں محفوظ نہیں ہے۔ اور آپ کی عُمر کا صحیح اندازہ معلوم نہیں۔ کیونکہ آپ کی پیدائش سکھوں کی حکومت کے زمانہ میں ہوئی تھی۔ جبکہ پیدائشوں کا کوئی ریکارڈ نہیں رکھا جاتا تھا۔ البتہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بعض ایسے امور بیان فرمائے ہیں جن سے ایک حد تک آپ کی عُمر کی تعیین کی جاتی رہی ہے۔ ان اندازوں میں سے بعض اندازوں کے لحاظ سے آپ کی پیدائش کا سال ۱۸۴۰ء بنتا ہے اور بعض کے لحاظ سے ۱۸۳۱ء تک پہنچتا ہے اور اسی لئے یہ سوال ابھی تک زیر بحث چلا آیا ہے کہ صحیح تاریخ پیدائش کیا ہے۔

میں نے اس معاملہ میں کئی جہت سے غور کیا ہے اور اپنے اندازوں کو سیرۃ المہدی کے مختلف حصّوں میں بیان کیا ہے۔ لیکن حق یہ ہے کہ گو مجھے یہ خیال غالب رہا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیدائش کا سال ۱۸۳۶عیسوی یا اس کے قریب قریب ہے مگر ابھی تک کوئی معین تاریخ معلوم نہیں کی جاسکی تھی۔ لیکن اب بعض حوالے اور بعض روایات ایسی ملی ہیں جن سے یقینی طور پر معین تاریخ کا پتہ لگ گیا ہے جو بروز جمعہ ۱۴ شوال ۱۲۵۰ہجری مطابق ۱۳فروری ۱۸۳۵عیسوی مطابق یکم پھاگن ۱۸۹۱ بکرمی ہے۔ اس تعیین کی وجوہ یہ ہیں:

(۱) حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تعیین اور تصریح کے ساتھ لکھا ہے جس میں کسی غلطی یا غلط فہمی کی گنجائش نہیں کہ میری پیدائش جُمعہ کے دن چاند کی چودھویں تاریخ کو ہوئی تھی۔

(۲) ایک زبانی روایت کے ذریعہ جو مجھے مکرمی مفتی محمد صادق صاحب کے واسطہ سے پہنچی ہے اور جو مفتی صاحب موصوف نے اپنے پاس لکھ کر محفوظ کی ہوئی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک دفعہ فرمایا تھا کہ ہندی مہینوں کے لحاظ سے میری پیدائش پھاگن کے مہینہ میں ہوئی تھی۔

(۳) مندرجہ بالا تاریخ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دوسرے متعدد بیانات سے بھی قریب ترین مطابقت رکھتی ہے۔ مثلاً یہ کہ آپ ٹھیک ۱۲۹۰ھ میں شرفِ مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ سے مشرف ہوئے تھے۔ اور اس وقت آپ کی عمر چالیس سال کی تھی۔ وغیرہ وغیرہ۔

میں نے گزشتہ جنتریوں کا بغور مطالعہ کیا ہے اور دوسروں سے بھی کرایا ہے تا کہ یہ معلوم ہوسکے کہ پھاگن کے مہینے میں جمعہ کا دن اور چاند کی چودھویں تاریخ کِس کِس سن میں اکھٹے ہوئے ہیں۔ اس تحقیق سے یہی ثابت ہوا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تاریخ پیدائش ۱۴شوال ۱۲۵۰ہجری بمطابق ۱۳فروری ۱۸۳۵عیسوی ہے۔ جیسا کہ نقشہ ذیل سے ظاہر ہوگا:-

تاریخ معہ سن عیسوی	تاریخ چاند معہ سن ہجری	دن	تاریخ ہندی مہینہ معہ سن بکرمی
۴ فروری ۱۸۳۱ء	۲۰ شعبان ۱۲۴۶ھ	جمعہ	۷ پھاگن ۱۸۸۷ بکرم
۱۷ فروری ۱۸۳۲ء	۱۴رمضان ۱۲۴۷ھ	جمعہ	یکم پھاگن ۱۸۸۸ بکرم
۸فروری ۱۸۳۳ء	۱۷رمضان ۱۲۴۸ھ	جمعہ	۴ پھاگن ۱۸۸۹ بکرم
۲۸فروری ۱۸۳۴ء	۱۸شوال ۱۲۴۹ھ	جمعہ	۵پھاگن ۱۸۹۰ بکرم
۱۳فروری ۱۸۳۵ء	۱۴شوال ۱۲۵۰ھ	جمعہ	یکم پھاگن ۱۸۹۱ بکرم
۵فروری ۱۸۳۶ء	۱۷شوال ۱۲۵۱ھ	جمعہ	۳پھاگن ۱۸۹۲ بکرم
۲۴فروری ۱۸۳۷ء	۱۸ذیقعدہ ۱۲۵۲ھ	جمعہ	۴پھاگن ۱۸۹۳ بکرم
۹فروری ۱۸۳۸ء	۲۰ذیقعدہ ۱۲۵۳ھ	جمعہ	۷پھاگن ۱۸۹۴ بکرم
یکم فروری ۱۸۳۹ء	۱۵ذیقعدہ ۱۲۵۴ھ	جمعہ	۳پھاگن ۱۸۹۵ بکرم
۲۱فروری ۱۸۴۰ء	۱۶ذی الحج ۱۲۵۵ھ	جمعہ	۴پھاگن ۱۸۹۶ بکرم

اس نقشہ کی رو سے ۱۸۳۲ عیسوی کی تاریخ بھی درست سمجھی جاسکتی ہے۔ مگر دوسرے قرائن سے جن میں سے بعض اوپر بیان ہوچکے ہیں اور بعض آگے بیان کئے جائیں گے۔ صحیح یہی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیدائش 1835 عیسوی میں ہوئی تھی۔ پس 13فروری 1835ء بمطابق 14شوال 1250 ہجری بروز جمعہ والی تاریخ صحیح قرار پاتی ہے۔ اور اس حساب کی رو سے وفات کے وقت جو ۲۴ربیع الثانی ۱۳۲۶ہجری میں ہوئی آپ کی عمر پورے ۷۵ سال ٦ ماہ اور دس دن کی بنتی ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ اب جبکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیدائش کی تاریخ معین طور پر معلوم ہوگئی ہے۔ ہمارے احباب اپنی تحریر وتقریر میں ہمیشہ اس تاریخ کو بیان کیا کریں گے تا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تاریخ پیدائش کے متعلق کوئی ابہام اور اشتباہ کی صورت نہ رہے اور ہم لوگ اس بارہ میں ایک معین بنیاد پر قائم ہوجائیں۔

اس نوٹ کے ختم کرنے سے قبل یہ بھی ضروری ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایک الہام الٰہی میں یہ بتایا گیا تھا کہ آپ کی عمر ۸۰ سال یا اس سے پانچ یا چار کم یا پانچ یا چار زیادہ ہوگی۔ اگر اس الہام کے لفظی معنی لئے جائیں تو آپ کی عمر پچھتر، چھہتر یا اسّی یا چوراسی، پچاسی سال کی ہونی چاہیئے بلکہ اگر اس الہام کے معنے کرنے میں زیادہ لفظی پابندی اختیار کی جائے تو آپ کی عمر پورے ساڑھے پچھتر سال یا اسّی یا ساڑھے چوراسی سال کی ہونی چاہیئے۔ اور یہ ایک عجیب قدرت نمائی ہے کہ مندرجہ بالا تحقیق کی رو سے آپ کی عمر پورے ساڑھے پچھتر سال کی بنتی ہے۔

اسی ضمن میں یہ بات بھی قابل نوٹ ہے کہ ایک دوسری جگہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی پیدائش کے متعلق بحث کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت آدم سے لے کر ہزار ششم میں سے ابھی گیارہ سال باقی رہتے تھے کہ میری ولادت ہوئی اور اسی جگہ یہ بھی تحریر فرماتے ہیں کہ خداتعالیٰ نے مجھ پر ظاہر کیا ہے کہ ابجد کے حساب کے مطابق سورۃ والعصر کے اعداد سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا زمانہ نکلتا ہے۔ جو شمار کے لحاظ سے ۴۷۳۹ سال بنتا ہے۔ یہ زمانہ اصولاً ہجرت تک شمار ہونا چاہیئے کیونکہ ہجرت سے نئے دور کا آغاز ہوتا ہے۔ اب اگر یہ حساب نکالا جائے تو اس کی رُو سے بھی آپ کی پیدائش کا سال ۱۲۵۰ھ بنتا ہے۔ کیونکہ ٦۰۰۰ میں سے ۱۱ نکالنے سے ۵۹۸۹ رہتے ہیں۔ اور ۵۹۸۹ میں سے ۴۷۳۹ منہا کرنے سے ۱۲۵۰ بنتے ہیں۔ گویا اس جہت سے بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیدائش کے متعلق مندرجہ بالا حساب صحیح قرار پاتا ہے۔ فالحمد لِلّٰہ علیٰ ذالك

(مطبوعہ الفضل ۱۱ اگست ۱۹۳٦ء)

☆...☆...☆

مرسلہ: منور علی شاہد سابق معتمد مجلس خدام الاحمدیہ ضلع لاہور (جرمنی)

مکرم میاں محمد عمر صاحب

مجلس خدام الاحمدیہ لاہور کی ابتدائی تاریخ و قائدین ضلع لاہور

لاہور میں جماعت کی بنیاد کب پڑی؟اور وہ کون سے خوش بخت احباب تھے جن کو اس کی تاسیس کی سعادت حاصل ہوئی، اس سوال کا جواب ہمیں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ کے اس خطبہ جمعہ سے ملتا ہے جو حضور نے 19فروری 1954 کو لاہور میں بمقام رتن باغ ارشاد فرمایا تھا، حضور فرماتے ہیں ’’چونکہ حضرت مسیح موعودؑ اپنے والد صاحب کے زمانہ میں مقدمات کے لئے اکثر لاہور آتے تھے اور آپ کے والد صاحب کے تعلقات بھی زیادہ تر لاہور کے رؤسا سے تھے۔ اس لئے ابتدائی طور پر یہاں ایک ایسی جماعت پائی جاتی تھی جو حضرت مسیح موعود سے اخلاص رکھتی تھی‘‘۔حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ کا یہ خطبہ تاریخ احمدیت لاہور میں ’’جماعت احمدیہ لاہور کی ذمہ داریاں‘‘ کے عنوان سے آغاز میں شائع شدہ موجود ہے جس میں حضور نے اس رئیس خاندان کے ساتھ حضرت مسیح موعود کے اخلاص و محبت کے تعلق کا ذکر فرمایا ہے۔حضور فرماتے ہیں: میاں چراغ دین صاحب اور میاں معراج دین صاحب کا خاندان اپنے پرانے تعلقات کے لحاظ سے جو بیعت سے پہلے کے تھے، حضرت مسیح موعود کی نگاہ میں بہت قرب رکھتا تھا۔۔۔۔۔میرے عقیقہ پر جن دوستوں کو شامل ہونے کی دعوت دی گئی تھی ان میں میاں چراغ دین بھی تھے۔ پس اس جگہ پر جماعت کی بنیاد ایسے لوگوں سے پڑی جو حضرت مسیح موعود سے اس وقت سے اخلاص رکھتے تھے جب ابھی آپ نے دعویٰ بھی نہیں کیا تھا۔ پھر خدا تعالیٰ نے ان خاندانوں کو ترقی دی اور وہ اخلاص میں بڑھتے چلے گئے‘‘۔حضور مزید فرماتے ہیں کہ ’’پس لاہور میں یہی واحد اتنا بڑا رئیس خاندان تھا جو کہ اصل لاہور کے باشندگان پر مشتمل تھا جس نے قریباً اجتماعی طور پر بیعت کر لی تھی۔۔۔یہ اللہ تعالیٰ کا خاص الخاص فضل تھا۔۔۔اس طرح خاندان میاں فیملی لاہور میں احمدیت کی تقویت کا باعث بنا اور یہاں ایک مضبوط مخلص جماعت بن گئی۔(بحوالہ لاہور تاریخ احمدیت مولف شیخ عبد القادر صاحب سوداگر مل) منقول از روزنامہ الفضل 13 دسمبر 1961 ۔

جماعت احمدیہ عالمگیر کے دوسرے خلیفہ اور مصلح موعود صاحبزادہ مرزا بشیرالدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ ’’وہ سخت ذہین وفہیم ہوگا۔۔۔اور علوم ظاہری و باطنی سے پر کیا جائے گا،جس کا نزول بہت مبارک اور جلال الہی کے ظہور کا موجب ہوگا، ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا، قومیں اس سے برکت پائیں گی‘‘۔ اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ آج بھی اس شان کے ساتھ پورا ہو رہا ہے کہ ہزاروں میل دور بیٹھے نئے نظام کی تشکیل نو کی غرض سے 1918 میں لاہور میں امارت کے نظام کا آغاز ہوا، اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب کو لاہور کا پہلا امیر مقرر فرمایا تا کہ لاہور میں جماعت مستحکم اور منظم ہو سکے۔ (لاہور تاریخ احمدیت صفحہ 454 مؤلف شیخ عبد القادر سوداگر مل) لاہور میں امارت کے نظام کے قیام کے 20 سال بعد 1938 میں جب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے متعدد مبارک تحریکوں کا اجراء فرمایا تو ان میں نوجوانوں کی تنظیم کا قیام بھی شامل تھا۔ جنوری 1938 میں احمدی نوجوانوں کی تنظیم کا فیصلہ کیا گیا اور 4فروری کو اس تنظیم کا نام مجلس خدام الاحمدیہ رکھا گیا جس میں 15سال سے لے کر 40سال تک کی عمر کے نوجوان شامل ہونگے۔مجلس کی بنیاد رکھتے ہوئے آپ نے فرمایا تھا ’’میری غرض اس مجلس کے قیام سے یہ ہے کہ جو تعلیم ہمارے دلوں میں دفن ہے اسے ہوا نہ لگ جائے بلکہ وہ اسی طرح نسلاً بعد نسل دلوں میں دفن ہوتی چلی جائے، آج ہمارے دلوں میں دفن ہے تو کل وہ ہماری اولادوں کے دلوں میں دفن ہو اور پرسوں ان کی اولادوں کے دلوں میں، یہاں تک کہ یہ تعلیم ہم سے وابستہ ہو جائے ہمارے دلوں کے ساتھ چمٹ جائے اور ایسی صورت اختیار کرے جو دنیا کے لئے مفید اور بابرکت ہو‘‘۔ (دیباچہ مشعل راہ جلد اول مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان مئی 2004 شائع کردہ نظارت نشرو اشاعت قادیان)(منقول از روزنامہ الفضل 17 فروری 1939)

دہلی دروازہ میں آمد اور مستقل قیام

1903 میں میاں فیملی لنگے منڈی سے نقل مقانی کر کے بیرون دہلی دروازہ آ کر آباد ہوگئی تھی، حضرت میاں چراغ دین صاحب کا مکان مبارک منزل، جماعت کے لئے بطور مہمان خانہ، مرکز اور نماز سنٹر کے طور پر استعمال ہوتا تھا۔لاہور میں سب سے پہلی مسجد خاندان میاں کو بنانے کا شرف حاصل ہوا تھا اور یہ بیرون دہلی دروازہ کی مسجد ہے جس نے بعد میں لاہور میں جماعتی نظام کو مستحکم کرنے میں انتہائی اہم کردار ادا کیا تھا۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ لنگے منڈی میں ایک مسجد میاں فیملی کے بزرگ میاں الٰہی بخش صاحب جو کہ حضرت میاں چراغ دین صاحب کے دادا تھے، نے تعمیر کرائی تھی، اور اس مسجد میں حضرت مسیح موعود علیہ اسلام، حضرت خلیفۃ المسیح الاول اور حضرت صاحبزادہ عبد اللطیف شہید نے بھی نمازیں پڑھی تھیں اور اس کا تذکرہ تاریخ احمدیت لاہور سمیت دیگر کتب سلسلہ میں بھی موجود ہے۔

لاہور کے پہلے قائد مجلس ۔فروری 1938 میں مجلس خدام الاحمدیہ کا قیام عمل میں آیا تو اس کے بعد لاہور میں بھی تنظیم قائم ہوئی اور مکرم میاں محمد عمر صاحب کو پہلا قائد خدام الاحمدیہ لاہور نامزد کیا گیا(مجلہ ہمارے سو سال، جماعت احمدیہ لاہور صفحہ نمبر 136)۔غیر مطبوعہ تاریخ ’’میاں فیملی لاہور‘‘ میں اس بارے کچھ یوں لکھا ہوا ہے کہ ’’ان دنوں جب میاں عمر صاحب وکالت کی پریکٹس کرتے تھے، حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ نے تنظیم خدام الاحمدیہ کی بنیاد رکھی تو لاہور میں آپ پہلے قائد نامزد ہوئے تھے، جبکہ مکرم عبد الرحمٰن صاحب مغل جنرل سیکرٹری، اور مرزا رحمت اللہ صاحب مجلس عاملہ کے ممبر تھے (غیر مطبوعہ ’’تاریخ میاں فیملی لاہور‘‘ باب سوم، مولف میاں محمد صادق صاحب ایم اے ادیب فاضل)(نوٹ۔ خاکسار نے اس فیملی سے رابطہ کر کے اس نوٹ بک سے یہ باتیں خود نوٹ کی تھیں)

اہم نوٹ۔ تاریخ احمدیت لاہور مؤلف شیخ عبد القادر صاحب سوداگر مل نے (نیا ایڈیشن) صفحہ نمبر 614-615 پر قائدین مجالس خدام الاحمدیہ شہر لاہور کی ایک فہرست شائع کی ہے جس کے مطابق ’’لاہور میں قیادت کی داغ بیل رکھنے کا سہرا مکرم مرزا رحمت اللہ صاحب کے سر ہے‘‘۔ جماعت احمدیہ لاہور کی صد سالہ جوبلی کے موقع پر جب لاہور جماعت احمدیہ نے یادگاری مجلہ کی اشاعت کے لئے تحقیقی کام کیا تو تب یہ بات تحقیق پر سامنے آئی کہ مکرم مرزا رحمت اللہ صاحب انتخاب کے ذریعے منتخب ہونے والے پہلے قائد تھے، اور صد سالہ مجلہ میں لاہور کے پہلے نامزد قائد کے طور پر میاں محمد عمر صاحب کا نام قائدین کی فہرست میں شامل ہوا تھا۔

میاں محمد عمر صاحب کا تعارف۔ آپ کے والد کا نام مکرم میاں عبد الحمید ہے آپ 1915 کو پیدا ہوئے تھے ۔ آپ کا تعلق لاہور کی اس مشہور و معروف میاں فیملی سے ہے جس کو لاہور میں جماعت احمدیہ کی بنیاد یا داغ بیل ڈالنے کا شرف حاصل رہا۔ بی ایس سی کے بعد آپ کا پروگرام ایم ایس سی کرنے کا تھا لیکن آپ کے نانا حضرت میاں چراغ دین صاحب کے کہنے پر وکالت کا امتحان پاس کر کے آپ وکیل بن گئے اور بعد میں ایک انتہائی کامیاب وکیل ثابت ہوئے۔ بیرون دہلی دروازہ میں رہائش ہونے کی وجہ سے بچپن ہی میں دینی مجالس میں شامل ہونے کے بھرپور مواقع ملتے رہے تھے جس کی وجہ سے ان کے اندر بھی دین کی خدمت کا شوق پیدا ہو چکا تھا، اس کے علاوہ اپنے گھر کا ماحول بھی بہت دینی تھا۔حضرت میاں چراغ دین صاحب، حضرت میاں عبد العزیز مغل صاحب، مکرم میاں محمد سعید صاحب سعدی، حضرت حکیم محمد حسین صاحب مرہم عیسیٰ جیسے بزرگوں کی دینی تربیت نے آپ کے اندر نکھار پیدا کر دیا تھا، اسی تربیت نے ان کی طبیعت بحث و مناظرہ کی طرف مائل کر دی تھی جس کی وجہ سے مجلس خدام الاحمدیہ کے زیر اہتمام خوب انفرادی اور اجتماعی بحث و مناظرے کی مجالس منعقد کیں۔ بیرون مسجد دہلی دروازہ میں منعقد مناظروں میں مسئلہ نبوت، مسئلہ خلافت اور مسئلہ کفرو اسلام خاص طور پر قابل ذکر ہوا کرتے تھے۔مکرم میاں محمد عمر صاحب کا انداز گفتگو نہایت موثر اور مخالف فریق کا حیران کر دینے والا ہوتا تھا۔ بعد ازاں آپ نے پولیس کی پراسیکیوشن برانچ میں ملازمت کر لی تھی اور اپنی قابلیت کی وجہ سے پی پی ایس پی کے عہدہ تک پہنچ گئے تھے، بعد ازاں ایس پی بھی بن گئے تھے، آخری دنوں میں آپ ساہیوال میں قیام پذیر رہے تھے اور آپ کا انتقال 1986میں ہوا تھا۔حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ نے محترم میاں محمد عمر صاحب قائد مجلس کی شادی پر دعوت ولیمہ میں بھی شرکت فرمائی تھی۔

(ڈائری تاریخ میاں فیملی غیر مطبوعہ)

ابتدائی اراکین مجلس عاملہ لاہور

ریکارڈ سے ابتدائی اراکین کے نام دستیاب نہ ہو سکے کیونکہ ابھی

بیرون مجالس میں ریکارڈ رکھنے کے کام کا آغاز نہیں ہوا تھا۔ خاکسار نے محترم عبدالرحمٰن صاحب مغل کا لاہور میں ایک طویل انٹرویو آصف بلاک وحدت کالونی لاہور میں کیا تھا جس میں انہوں نے ابتدائی تنظیم اراکین کے نام بتائے تھے جو درج ذیل ہیں:

1۔ مکرم میاں محمد عمر صاحب قائد مجلس 2۔ مکرم عبدالرحمٰن صاحب مغل سیکرٹری 3۔ مکرم مرزا رحمت اللہ صاحب 4۔ مکرم غلام محمد ثالث صاحب 5۔مکرم میاں عبدالمنان ناصر صاحب 6۔مکرم میاں احمد حسین چغتائی صاحب

ابتدائی آیام میں دہلی دروازہ ہی ایسا سنٹر تھا جہاں لاہور کے احباب نماز جمعہ کے علاوہ دیگر جماعتی پروگرامز خصوصاً خدام الاحمدیہ کے پروگرامز اسی جگہ پر ہوتے تھے۔ اس سلسلہ میں مکرم میجر (ر) عبدالرحمٰن صاحب مغل بیان کرتے ہیں کہ ”ہمارا خاندان چونکہ بیرون دہلی دروازہ کے قریب ہی رہتا تھا جس میں پچیس، تیس افراد شامل ہوتے تھے اور خدام الاحمدیہ کے کسی بھی کام کے سلسلہ میں مکرم شیخ بشیر احمد صاحب امیر جماعت لاہور، مکرم میاں محمد عمر صاحب اور خاکسار (سیکرٹری) کو بلا کر ہدایات دیتے تھے۔ مکرم میاں محمد عمر صاحب سنجیدہ اور خاموش طبع قائد تھے۔ ان کو جو کہا جاتا وہ کر دیتے تھے۔ شام کو تبلیغی اور تربیتی اجلاسات ہوا کرتے تھے۔“

اسی طرح انتہائی ابتدائی دور کی باتیں اور مساعی کا ذکر کرتے ہوئے مکرم خالد ہدایت بھٹی صاحب، سابق قائد مجلس لاہور نے اپنے گھر ماڈل ٹاؤن میں خاکسار کو انٹرویو دیتے ہوئے بتایا تھا کہ ”1939ء میں ہم دہلی دروازہ کی مسجد کے قریب منتقل ہوئے تو میں اطفال الاحمدیہ تنظیم کا ممبر بن گیا تھا۔ اس زمانے میں مکرم عبدالمنان صاحب زعیم حلقہ ہوا کرتے تھے۔ بعد میں مکرم عبدالمنان صاحب قائد مجلس لاہور منتخب ہوئے تھے)، اللہ کے فضل سے انہوں نے ہماری بہت شاندار تربیت کی تھی۔ وہ نمازوں کی باقاعدہ حاضری لیا کرتے تھے اور انعامات بھی دیا کرتے تھے۔ کھیلوں اور تعلیم و تربیت کی طرف ان کی خاص توجہ ہوا کرتی تھی۔ ایک سلسلہ جس کا ہم خدام و اطفال کو بہت فائدہ ہوا تھا وہ یہ تھا کہ دہلی دروازہ کی مسجد مرکزی مسجد تھی لہٰذا ایک لائبریری بھی موجود تھی۔ لائبریری والے کمرے مہمان خانے کے طور پر بھی استعمال ہوتے تھے اور باہر سے آنے والے مہمان خصوصاً جید علمائے کرام وہاں ٹھہرا کرتے تھے۔ اس عرصہ میں جن جن علماء کرام کو یہاں آنے کے مواقع ملے تھے ان میں مکرم مولانا جلال الدین شمس صاحب، مکرم مولانا ابو عطاء جالندھری صاحب، مکرم مولانا محمد نذیر لائلپوری صاحب، مکرم مولانا غلام رسول راجیکی صاحبؓ، مکرم ملک عبدالرحمٰن خادم صاحب وغیرہ شامل تھے۔ ان کے ساتھ شام کے وقت دہلی دروازہ میں مجالس منعقد ہوا کرتی تھیں جس میں خدام و اطفال شامل ہوتے تھے اور ان سے سوالات کرتے تھے۔ ان محفلوں میں علمائے کرام اپنے تعلیمی واقعات اور دیگر ایمان افروز واقعات بیان کرتے تھے۔ اسی طرح ہفتہ میں کم از کم ایک بار تربیتی اجلاس لازمی ہوا کرتا تھا جہاں باقاعدہ حاضری لی جاتی تھی۔“

ابتدائی زعماء حلقہ بیرون دہلی دروازہ مجلس خدام الاحمدیہ

تنظیم کے قیام کے بالکل ابتدائی دور میں حلقہ دہلی دروازہ کے زعماء خدام الاحمدیہ کے جو نام سامنے آئے ہیں وہ درج ذیل ہیں:

1۔ مکرم میاں عبدالمنان صاحب

2۔ مکرم صوفی خدا بخش صاحب

3۔ مکرم میاں عبدالرشید صاحب

4۔ مکرم الیاس چغتائی صاحب

جیسا کہ پہلے لکھا جا چکا ہے کہ 1918ء میں لاہور میں امارت قائم ہو چکی تھی لہٰذا وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ جہاں جہاں احمدی رہتے تھے وہ علاقے جماعت کے نظام کے ساتھ منسلک ہونے لگے تھے۔ فروری 1938ء میں مجلس خدام الاحمدیہ کے قیام کے وقت لاہور میں دہلی گیٹ، بھاٹی گیٹ اور مزنگ حلقہ جات میں جماعتیں قائم تھیں۔ جبکہ گنج مغلپورہ ابتداء ہی سے الگ مجلس کے طور پر موجود تھی۔ ان حلقہ جات میں مختلف کام سرانجام دیئے جاتے تھے۔ جماعتی طور پر ان دنوں حلقہ چھاؤنی بھی موجود تھا لیکن وہاں مجلس خدام الاحمدیہ موجود نہ تھی۔ جون 1938ء میں لاہور کے دیگر حلقہ جات جن میں احمدیہ ہوسٹل اور گورنمنٹ کوارٹرز شامل ہیں، میں مجلس خدام الاحمدیہ قائم ہو چکی تھی جو مرکز میں رجسٹرڈ ہو چکی تھیں۔ (الحکم 28 جون 1938ء صفحہ 8) 1939ء میں جماعتی طور پر لاہور جماعت 12 حلقوں پر مشتمل تھی ان میں سے 9 حلقہ جات میں مجلس خدام الاحمدیہ قائم ہو چکی تھی (روزنامہ الفضل قادیان سولہ مئی 1939ء) بعد میں حلقہ جات سول لائن اور چھاؤنی بھی قائم ہوئے تھے۔ ریکارڈ کے مطابق 1940ء میں درج ذیل جماعتی حلقے لاہور میں وجود تھے:

حلقہ باغبانپورہ، توپ خانہ، داتا دربار، اسلامیہ پارک، محمد نگر، چابک سواراں اور حلقہ احمدیہ ہوسٹل جبکہ جماعت شاہدرہ پہلے سے موجود تھی (الفضل قادیان 18 مئی 1941ء صفحہ 5)

وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ جہاں جہاں خدام اکٹھے ہوتے رہے وہاں تنظیمیں بنتی رہیں اور یوں جماعت احمدیہ لاہور کی وسعت ہوتی گئی اور اس وقت کی کچھ مجالس آج بھی قائم ہیں۔ روزنامہ الفضل قادیان 16 مئی 1939ء میں ایک رپورٹ بعنوان ”رپورٹ کارگزاری بیرونی مجالس خدام الاحمدیہ“ بابت مارچ 1939ء شائع ہوئی ہے اس میں لاہور سے متعلق کچھ مساعی قابل ذکر ہیں جس اختصار کے ساتھ تذکرہ یہاں درج ہے۔ رپورٹ کے مطابق مجلس دہلی دروازہ کے زیر اہتمام لائبریری کی کتب کی فہرست تیار کی گئی۔ ہفتہ وار اجلاس باقاعدہ ہوتے رہے۔ کتب سلسلہ کا درس باقاعدگی سے جاری رہا۔ بھاٹی گیٹ میں تین ہفتہ وار اجلاس ہوئے جن میں خدام نے تقاریر کی مشق کی۔ ایک تبلیغی پبلک جلسہ منعقد کیا گیا جس کے جملہ انتظامات خدام نے سرانجام دیئے۔ خدام کے پانچ وفود سلسلہ کی مختلف تحریکات کی طرف توجہ دلانے کے لئے احباب کے پاس گئے۔ اجتماعی حیثیت سے تین دفعہ خدام نے بیمار پرسی کی۔ ایک غیر احمدی بیوہ کے لئے گھروں سے آٹا اکٹھا کیا گیا۔ تین دفعہ خدام نے اکٹھا کھانا کھایا۔ خطبات حضرت امیرالمومنین آٹھ دفعہ سنائے گئے۔ نماز فجر کے لئے احباب کو جگایا جاتا رہا۔ خدام کے دو وفود نے گلیوں میں پبلک کو اخلاق، صفائی اور نماز کی تلقین کرنے کے لئے چکر لگایا۔ انفرادی طور پر بھی خدام سڑکوں سے تکلیف دہ اشیاء اٹھاتے رہے۔

پاکستان بننے کے بعد 1949ء۔1950ء کی خدام الاحمدیہ کی ایک رپورٹ سے کچھ ابتدائی معلومات جو ملی تھیں ان کے مطابق اس سال تک مجلس شہر لاہور کے حلقہ جات کی تعداد 15 ہو چکی تھی۔ ہر حلقہ کا ایک زعیم ہوتا تھا اور ہر شعبہ کا ایک ناظم ہوتا تھا۔ اس طرح مجلس شہر میں کل 15 زعماء حلقہ جات، 10 ناظمین، قائد مجلس شہر اور معتمد مجلس سمیت یوں 27 رکنی مرکزی عہدیدار ہوتے تھے جو پوری مجلس کو چلاتے تھے۔

اس کے علاوہ چند الگ مجالس خدام الاحمدیہ بھی موجود تھیں جن کے قائد ہوتے تھے۔ تقسیم ہند کی وجہ سے ہر طرف افراتفری کا عالم تھا اور ابھی تک لاہور میں مقیم احمدیوں کا مستقل ٹھکانہ بھی نہ تھا۔ کچھ عارضی طور پر تھے اور کچھ مستقل رہائش اختیار کر چکے تھے۔ اسی رپورٹ کے مطابق اس سال 350 خدام اور 80 اطفال تنظیم کے ریکارڈ میں رجسٹرڈ ہو چکے تھے لیکن ابھی مزید نئے خدام کی تلاش کا کام جاری تھا۔ دھیرے دھیرے وقت گزرتا رہا، قائدین مجلس شہر تبدیل ہوتے رہے اور مجلس خدام الاحمدیہ لاہور دن بدن مضبوط سے مضبوط تر ہوتی رہی۔ اللہ تعالیٰ کے وعدے پورے ہوتے رہے اور خدمت دین میں مجلس کے قدم آگے کی طرف ہی بڑھتے چلے گئے۔

لاہور شہر بہت پھیل چکا تھا اور مجلس میں خدام الاحمدیہ کے ممبران کی تعداد بھی بہت زیادہ ہو چکی تھی مؤثر رابطوں اور بہتر تعلیم و تربیت کی غرض سے شہر لاہور کو تقسیم کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ نومبر 1971ء میں مجلس خدام الاحمدیہ لاہور شہر کی پہلی بار تقسیم حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کی ہدایت پر ہوئی تھی اور اس وقت لاہور مجلس کے حلقہ جات کی تعداد 24 تک ہو چکی تھی۔ مجلس خدام الاحمدیہ لاہور شہر کو پانچ نئی مجالس خدام الاحمدیہ میں تقسیم کیا گیا تھا۔ نئی بننے والی مجالس میں مجلس دارالذکر، مجلس ماڈل ٹاؤن، مجلس وحدت کالونی، مجلس دہلی گیٹ، مجلس اسلامیہ پارک اور مجلس مغلپورہ شامل تھیں۔ (مجلس ماڈل ٹاؤن پہلے سے موجود تھی تاہم اس میں نئے حلقوں کا اضافہ کیا گیا تھا) اس وقت مکرم چوہدری حمید اللہ صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ تھے جبکہ لاہور مجلس کے قائد مکرم مجیب الرحمٰن صاحب درد تھے۔

دیہی مجالس کی نگرانی

مجلس خدام الاحمدیہ لاہور کی جب بھی بات ہوگی تب دیہی مجالس کا تذکرہ اور ذکر لازمی ہوگا۔ لاہور شہر کے ارد گرد کے دیہی علاقوں میں کثیر تعداد میں جماعتیں قائم اور موجود تھیں اور لازمی تھا کہ وہاں خدام اور اطفال کی مجالس بھی قائم ہوں۔ ان دنوں آج کے اضلاع قصور اور اوکاڑہ کے بیشتر گاؤں اور تحصیلیں مجلس لاہور کا حصہ ہوا کرتی تھیں۔ 1960ء کی دہائی میں جو دیہی مجالس لاہور کا حصہ تھیں وہ یہ ہیں:

1۔ باٹا پور، 2۔ہانڈوگجر، 3۔اڈہ چھبیل 4۔شاہدرہ ٹاءون، 5۔فیکٹری ایریا، 6۔ہڈیارہ، 7۔اصل گروکے، 8۔جاہمن، 9۔للیانی، 10۔لدھکے 11۔نیوین، 12۔کماس، 13۔رکھ شیخ کوٹ، 14۔رائے ونڈ، 15۔کھڑی پڑ، 16۔جوڑا، 17۔سانگڑہ، 18۔کھڈیاں، 19۔قصور، 20۔پتوکی، 21۔چونیاں، 22۔شمش آباد، 23۔دھوپ سڑی، 24۔پھلیر، 26۔کوٹ امیر محمد، 27۔علی پور۔ سرکاری طور پر نئے اضلاع قصور اور اوکاڑہ بنے تو اس طرف کی مجالس ان نئے اضلاع میں شامل ہو گئیں تھیں۔ پرانی 27 جماعتوں میں سے کچھ مجالس آج بھی لاہور جماعت کا حصہ ہیں۔

1951ء کی مجلس شوریٰ میں باقاعدہ طور پر تجویز منظور ہونے کے بعد بڑے اضلاع میں دور دراز کی دیہی مجالس کی نگرانی اور تعلیم و تربیت کے لئے باقاعدہ عہدیداران کی منظوری لینے کی ہدایات جاری کی گئیں تھیں جن پر بعد میں وقتاً فوقتاً عمل درآمد ہوتا رہا۔ 1960ء کی ابتداء میں نائب قائد ضلع برائے دیہی مجالس کی تقرری ہوئی اور اسی دور میں حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحبؒ نے بحیثیت نائب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ

لاہور کے کامیاب دورے کئے تھے اور تین تین دن تک ان دیہی مجالس میں قیام فرمایا تھا۔ پیدل اور سائیکلوں کے ذریعے مجالس تک سفر کیا تھا، یہ بات ریکارڈ پر ہے اور پرانے رسائل اور روزنامہ الفضل گواہ ہیں کہ ان دیہی مجالس نے تنظیم کو مضبوط کرنے اور جماعت احمدیہ کو پھیلانے میں کلیدی کردار ادا کیا ہے۔ لاہور کے نظام میں دیہی مجالس کی نگرانی اور نظام سے وابسطہ رکھنے کے لئے ضلع کی مجلس عاملہ میں نائب قائد ضلع برائے دیہی مجالس، نگران اعلیٰ دیہی مجالس اور نگران دیہی مجالس کے عہدوں پر مرکز سے منظوریاں لی جاتی رہیں ہیں۔

فہرست قائدین مجلس خدام الاحمدیہ ضلع لاہور

درج ذیل احباب کو تنظیم کے قیام کے بعد سے (1938ء-2020ء) اب تک مجلس خدام الاحمدیہ ضلع لاہور کی قیادت کرنے کی توفیق ملی:

1938ء تا1939ء مکرم میاں محمد عمر صاحب (پہلے نامزد قائد)

1939ء تا1940ء مکرم شیخ رحمت اللہ صاحب (پہلے منتخب قائد)

1940ء تا1941ء مکرم میر مشتاق احمد صاحب

1941ء تا1948ء مکرم قریشی محمود احمد صاحب ایڈوکیٹ

1948ء تا1949ء مکرم خواجہ محمد اکرم صاحب اور مکرم میاں عبد المنان صاحب

1949ء تا1952ء مکرم شیخ خورشید احمد صاحب

1952ء تا1953ء مکرم ڈاکٹر اعجاز الحق صاحب

1953ء تا1954ء مکرم محمد سعید احمد صاحب

1954ء تا1955ء مکرم عبد الجلیل عشرت صاحب اور مکرم خالد ہدایت بھٹی صاحب

1955ء تا1958ء مکرم میاں محمد یحیٰ صاحب

1958ء تا1960ء مکرم محمود احمد قریشی صاحب معتبر

1960ء تا1961ء مکرم میاں محمد یحیٰ صاحب

1961ء تا1963ء مکرم حضرت اللہ پاشا صاحب

1963ء تا1967ء مکرم شیخ ریاض محمود صاحب

1967ء تا1968ء مکرم حمید احمد اسلم قریشی صاحب

1968ء تا1976ء مکرم ملک منور احمد جاوید صاحب

1976ء تا1978ء مکرم شیخ مظفر احمد صاحب

1978ء تا1980ء مکرم ظاہر احمد خان صاحب شہید

1980ء تا1982ء مکرم مجیب الرحمٰن درد صاحب

1982ء تا1985ء مکرم ملک طاہر احمد صاحب

1985ء تا1986ء مکرم اعجاز احمد صاحب

1986ء تا1989ء مکرم چوہدری محمد احمد صاحب

1989ء تا1994ء مکرم عبد الحلیم طیب صاحب

1994ء تا1995ء مکرم ڈاکٹر عبد الوحید صاحب

1995ء تا2003ء مکرم چوہدری منور علی صاحب

2003ء تا2009ء مکرم سردار نسیم الغنی صاحب

2009ء تا2016ء مکرم عبد العلی صاحب (انہی کے دور میں 28 مئی 2010ء کو دارالذکر، ماڈل ٹاؤن پر دہشتگردی کے حملے ہوئے تھے)

2016ء تا2019ء مکرم مشہود احمد صاحب

2019ء تا حال مکرم وقاص اشرف صاحب

نوٹ ۔ مذکورہ بالا فہرست قائدین، لاہور تاریخ احمدیت میں 1963ء تک کی شائع شدہ موجود ہے۔ جماعت احمدیہ لاہور کے صد سالہ مجلہ کی اشاعت پر اس میں اضافہ ہوا اور 2003ء تک یہ فہرست شائع ہوئی تھی۔ نیز خاکسار کو بھی مجلس خدام الاحمدیہ ضلع لاہور میں مختلف شعبوں میں خدمت دین کی توفیق ملی اور یہ عرصہ خدمت 1979ء سے 2003ء تک کا ہے۔ الحمدللہ علیٰ ذالک

آج کی دعا

رَبِّ هَبۡ لِیۡ حُکۡمًا وَّ اَلۡحِقۡنِیۡ بِالصّٰلِحِیۡنَ ﴿۸۴﴾ وَ اجۡعَلۡ لِّیۡ لِسَانَ صِدۡقٍ فِی الۡاٰخِرِیۡنَ ﴿۸۵﴾ وَ اجۡعَلۡنِیۡ مِنۡ وَّرَثَۃِ جَنَّۃِ النَّعِیۡمِ ﴿۸۶﴾

(سورۃ الشعراء: 84تا86)

ترجمہ: اے میرے ربّ! مجھے حکمت عطا کر اور مجھے نیک لوگوں میں شامل فرما۔ اور میرے لئے آخرین میں سچ کہنے والی زبان مقدّر کردے۔ اور مجھے نعمتوں والی جنت کے وارثوں میں سے بنا۔

یہ حضرت ابراہیمؑ کی حکمت و قوت فیصلہ، نیکی و صالحیت کی جامع اور پیاری دعا ہے۔

ہمارے پیارے امام سیّدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اس دعا کی تحریک کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’پھر اللہ تعالیٰ نے یہ دعا سکھائی کہ رَبِّ هَبۡ لِیۡ حُکۡمًا وَّ اَلۡحِقۡنِیۡ بِالصّٰلِحِیۡنَ (الشعراء:84) اے میرے ربّ مجھے حکمت عطا کر اور مجھے نیک لوگوں میں شمار کر۔ پس یہ دعا بھی بڑی اہم ہے کہ اللہ تعالیٰ فراست بھی دے، حکمت بھی دے، جو کام سپرد ہوں ان کو احسن رنگ میں انجام دینے کی توفیق بھی عطا فرمائے۔ جو جماعتی ذمہ داریاں سپرد ہوئی ہیں، جہاں فیصلے کرنے کی ضرورت ہے صحیح فیصلے کرنے کی توفیق دے اور ترقیات سے بھی نوازے۔ ایک بندہ جب یہ کہتا ہے کہ ترقیات سے بھی نواز تو اس لئے یہ ساری چیزیں مانگتا ہے تا کہ اے خدا میں تیری رضا کی خاطر کام کرتا ہوا آگے بڑھتا چلا جاؤں۔ پھر یہ بھی دعا ہے کہ مجھے اپنے احکامات کا فہم و ادراک عطا فرما اور ان خصوصیات کے حاصل ہونے کی وجہ سے مَیں تیرے صالح بندوں میں شمار ہوں اور یہ نیکی کا معیار بھی بڑھتا چلا جائے۔

پھر فرمایا وَاجۡعَلۡ لِّیۡ لِسَانَ صِدۡقٍ فِی الۡاٰخِرِیۡنَ (الشعراء:85) اور میرے لئے آخرین میں سچ کہنے والی زبان مقدر کر دے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ بعد میں آنے والے لوگ بھی اس بات کی گواہی دیں کہ مَیں نے ہمیشہ حق و صداقت کا ساتھ دیا ہے، حکمت اور عقل سے فیصلے کئے ہیں، اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کیا ہے، اللہ تعالیٰ کی رضا کا حصول ہمیشہ پیش نظر رہا ہے اور اے اللہ! مَیں پچھلوں میں بھی ان نیک کاموں سے یاد کیا جاؤں۔ پھر سب سے اہم یہ دعا سکھائی کہ وَاجۡعَلۡنِیۡ مِنۡ وَّرَثَۃِ جَنَّۃِ النَّعِیۡمِ (الشعراء:86) اور مجھے نعمتوں والی جنتوں کے وارثوں میں سے بنا۔ ایسی جنت کا وارث بنا جہاں مَیں تیری تمام نعمتوں کو حاصل کرتا چلا جاؤں، جنت میں میرے درجے بڑھتے چلے جائیں۔ یہ ذکر خیر اور لوگوں کی دعائیں اور اولاد کی نیکیاں اور دعائیں آخرت میں بھی ایک مرنے والے کے درجے بڑھاتی چلی جاتی ہیں۔ پس اس جہان کی یہ نیکیاں اور حکمت کی باتیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے نیک لوگوں میں شمار، جنت میں بہتر مقام دلوانے والا بن جاتا ہے۔ پس جب انسان کو جنت میں اعلیٰ درجوں کی دعا کی طرف توجہ پیدا ہوتی ہے تو لازماً یہاں بھی وہ عمل کرنے کی کوشش کرتا ہے جن کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔‘‘

(خطبہ جمعہ 22/ ستمبر 2006ء)

(مرسلہ: قدسیہ محمود سردار)

بقیہ: دربارِ خلافت...... از صفحہ 2

عورت جس کی عقل میں کچھ فتور تھا، ذرا پاگل پن تھا تھوڑا۔ تو حضور کے پاس آئی اور عرض کیا کہ مجھے آپ سے کچھ کام ہے لیکن میں آپ سے ان لوگوں کے سامنے باتیں نہیں کروں گی۔ علیحدگی میں بات کرنا چاہتی ہوں۔ حضور نے فرمایا ٹھیک ہے جہاں بھی مدینہ کے راستوں میں سے جس رستہ پہ چاہو یا سڑک پہ چاہو یا جو بیٹھنے کی جگہیں ہیں وہاں جا ہو مجھے بتادو میں وہاں جا کر بیٹھتا ہوں اور تم بات کرو اور میں تمہاری بات سنوں گا۔ اور فرمایا جب تک تیری بات سن کر تیری ضرورت پوری نہ کردوں وہاں سے نہیں ہٹوں گا۔ حضرت انسؓ کہتے ہیں حضور کی بات سن کر وہ حضور کو ایک راستہ پر لے گئی پھر وہاں جاکر بیٹھ گئی حضور بھی اس کے ساتھ بیٹھ گئے اور جب تک اس کی بات سن کر اس کا کام نہیں کر دیا حضور وہیں بیٹھے رہے۔ (الشفا لقاضی عیاض باب تواضعہ صفحہ 192)

تو اس زمانہ میں یہی مثال یہی اسوۂ ہمیں آپ کے عاشق صادق اور غلام حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں نظر آتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اپنے تو درکنار میں تو یہ کہتا ہوں کہ غیروں اور ہندوؤں کے ساتھ بھی ایسے اخلاق کا نمونہ دکھاؤ اور ان سے ہمدردی کرو اور لاابالی مزاج ہرگز نہیں ہونا چاہئے۔ پھر اس واقعہ کا ذکر کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میں سیر کو جارہا تھا تو ایک پٹواری میرے ساتھ تھا وہ ذرا آگے تھا اور میں پیچھے۔ راستے میں ایک بڑھیا 70، 75 سال کی ملی پہلے ان پٹواری صاحب کو اس نے خط پڑھنے کو کہا مگر اس نے اسے جھڑکیاں دے کر ہٹادیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میرے دل پر چوٹ سی لگی۔ پھر اس بڑھیا نے وہ خط مجھے دیا تو فرماتے ہیں کہ میں اس کو لے کر ٹھہر گیا اور اس کو پڑھ کر اچھی طرح سمجھا دیا۔ اس پر پٹواری کو بڑی شرمندگی ہوئی کیونکہ ٹھہرنا تو پڑا اور ثواب سے بھی محروم رہا۔ (ملفوظات جلد چہارم صفحہ 82، 83 الحکم 31 جولائی تا 10 اگست 1904ء)

(خطبہ جمعہ 2/ جنوری 2004ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

گھانا کے معلم Abdul Wahab Anderson کا ذکرِ خیر

مرسلہ: از فہیم احمد خادم۔ گھانا

آپ 28 اکتوبر 1973ء کو Breman Asikuma میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد Mr. Ahmad Saeed Anderson اور والدہ Mrs.Fatima Anderson تھیں۔ آپ نے 1993ء میں ٹی آئی احمدیہ سیکنڈری سکول ایسارچر، سینٹرل ریجن سے تعلیم مکمل کی۔ اور اپنے بھائی کے کلینک پر تین سال تک کام کیا۔ آپ کے والد صاحب کی شدید خواہش تھی کہ ان کے تیرہ بچوں میں سے ایک بچہ اسلام احمدیت کی تبلیغ کے لئے اپنے آپ کو وقف کرے۔ آپ نے اپنے والد صاحب کی خواہش کی تعمیل میں 1997ء میں احمدیہ مسلم مشنری ٹریننگ کالج سالٹ پانڈ میں معلم سلسلہ بننے کے لئے داخلہ لیا۔ آپ بعد میں ساری عمر اپنے والد صاحب کی اس خواہش کو بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھتے رہے اور وقف کر کے خدمتِ احمدیت کرنے کو ایک فخر جانا۔

آپ کالج میں بڑے ملنسار اور ساتھی طلباء دوستوں کے ہمدرد تھے۔ اسی وجہ سے سب آپ کو پیار سے اردو زبان میں ''چاچا'' بولتے تھے۔ آپ نے اس کالج کی تعلیم کے دوران قرآنِ مجید کے فانٹی زبان کے ترجمہ کرنے میں بھی مدد کرنے کی توفیق پائی۔ 2000ء میں آپ بطور معلم سلسلہ اپنی تعلیم مکمل کر کے فارغ ہوئے تو جنوری 2001ء میں پہلی تقرری گریٹر اکرا کے سرکٹ Nima میں ہوئی یہاں آپ نے بڑی محنت اور جانفشانی سے کام کیا۔ مسلسل ڈیڑھ سال کی محنت سے آپ سرکٹ کی کانفرنس منعقد کروانے میں کامیاب ہوئے۔ مکرم و محترم عبدالوہاب بن آدم صاحب سابق امیر و مشنری انچارج اس میں بنفسِ نفیس شامل ہوئے اور اس کاوش کو خوب سراہا۔

اسی محنت کا پھل ہی تھا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے آپ کا تقرر Fiji Islands میں بطور مربی کیا۔ دسمبر 2003ء میں آپ وہاں چلے گئے اور جماعت کی بھرپور خدمت کی توفیق پائی۔ آپ کھل کر تبلیغ کرتے اور خدا کے فضل سے بیعتیں بھی ہوتیں۔

آپ نے فجی میں بنیادی طور پر جن مقامات پر خدمت کی ہے اس کے نام یہ ہیں (ولودا) Voloca، رامبی Rabi، تاویونی Taveuni، لٹوکا Lautoka۔ آپ نے جماعت کے ہیڈ کوارٹرز واقع Suva میں بھی وقتی طور پر خدمت بجالانے کی توفیق پائی۔

آپ نے فجی میں مکرم نعیم محمود چیمہ صاحب (سابق امیر و مشنری انچارج فجی آئی لینڈز) کے تحت 2003ء تا 2008ء کام کی توفیق پائی۔ ان کے بقول آپ عبادت گزار، خلافت سے محبت کرنے والے، اطاعت گزار محنتی اور منکسر مزاج تھے۔

آپ کا ایک انٹرویو ایم ٹی اے افریقہ پر پروگرام ''Story of Devotion'' میں نشر ہوا۔ اس میں آپ نے بتایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا الہام تھا کہ ''میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا'' فجی بھی دنیا کا ایک کنارہ ہے۔ انہیں بھی پہلے مبلغین کی طرح یہاں تبلیغ کی توفیق ملی۔ آپ نے بتایا کہ وہاں بھی گھانا کی طرح چیفس کا نظام ہے۔ گاؤں کے چیف سے ملیں اسے کچھ تحفہ دیں، اور پھر وہ آپ کو گاؤں سے متعارف کروا دیتا ہے اور آپ انہیں با آسانی تبلیغ کر سکتے ہیں۔

آپ نے بتایا کہ ہر موقع پر حضور انور کو دعا کے لئے لکھتے اور انکی ہدایات پر عمل کرتے۔ آپ نے بتایا کہ ایک بار ایک جلسہ پر آپ کے امیر و مشنری انچارج مکرم فضل اللہ طارق صاحب نے انہیں ایک بس بھر کر مہمان لانے کا ٹارگٹ دیا۔ شرط یہ تھی کہ مقامی لوگ ہوں۔ انڈین وغیرہ نہ ہوں۔ جماعت کے ممبران نے کہا ایسا ناممکن ہے۔ آپ کہتے ہیں کہ میں بار بار لوگوں سے ملا اور بالآخر خدا کے فضل و کرم سے بس بھر کر مہمان لیکر گیا۔ جنہیں دیکھ کر مکرم امیر و مشنری انچارج صاحب فجی بے حد خوش ہوئے۔

آپ نے اس انٹرویو میں اپنا موت کے منہ سے واپس آنے کا واقعہ بھی بتایا۔ ایک مرتبہ آپ نے زہر آلود مچھلی کھالی۔ یہ مچھلی کھانے سے بعض لوگ چند منٹ کے اندر اندر فوت بھی ہو جاتے ہیں۔ مچھلی میں کوئی زہر نہیں ملاتا بلکہ قدرتی طور پر بعض ایام میں اس میں زہر پیدا ہو جاتا ہے۔ جب ان میں زہر کی علامات پیدا ہوئیں تو آپ کو کلینک لے جایا گیا۔ مکرم امیر صاحب کو اطلاع دی گئی۔ حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو بھی دعا کی درخواست کی گئی۔ ریجنل مشنری کے تعاون سے فوری طور پر کسی بڑے ہسپتال میں لے جایا گیا۔ خدا تعالیٰ نے معجزانہ طور پر آپ کو موت کے منہ سے بچا لیا اور نئی زندگی دی۔

آپ 2011ء میں گھانا واپس آئے تو آپ کو Mando سرکٹ میں تعینات کیا گیا۔ 2013ء میں آپ کی تقرری Nima سرکٹ میں ہوئی۔ خدا کے فضل سے آپ نے بڑی محنت سے جماعتی کام کرنے کی توفیق پائی۔

آپ کچھ عرصہ بیمار رہ کر 18 جون 2020ء کو وفات پا گئے۔ اناللہ و انا الیہ راجعون۔ آپ خدا کے فضل سے موصی تھے۔ مؤرخہ 19 جون کو آپ کی تدفین مقبرہ موصیان میں ہوئی۔ مکرم و محترم محمد بن صالح صاحب امیر و مشنری انچارج گھانا نے ان کا نمازِ جنازہ پڑھایا۔

آپ نے تین سال قبل خواب دیکھا تھا کہ آپ حضور پر نور ایدہ اللہ تعالیٰ سے مل رہے ہیں۔ ان کے پیچھے پیچھے چل رہے ہیں۔ اس کی تعبیر اس طرح ظاہر ہوئی کہ 2018ء کے جلسہ سالانہ یوکے کے موقع پر حضور پر نور ایدہ اللہ تعالیٰ کی منظوری سے آپ کا نام گھانا کے وفد میں شامل ہوا اور اس طرح آپ کو جلسہ سالانہ یوکے میں شمولیت کے باعث حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔

ان کے ساتھی معلمین کا کہنا ہے کہ آپ بے حد محنتی، مخلص اور اپنے کاموں کو دیانتداری سے کرنے والے تھے۔ کھلے دل کے مالک تھے۔ آپ نے معلمین کے تحت قائم ہونے والے ویلفیئر فنڈ میں کافی معاونت کی۔ آپ نے اپنی فیملی ممبران کے لئے بھی Immuna کے مقام پر قائم ہونے والے ویلفیئر فنڈ میں کافی مدد کی۔

انکی اہلیہ محترمہ Sara Anderson کہتی ہیں۔ ''آپ بیوی بچوں سے بے حد محبت کرنے والے اور ہر طرح سے خیال رکھنے والے تھے۔ ایک بار میں نے شادی کے بعد ملازمت اختیار کرنے کی خواہش ظاہر کی تو کہنے لگے: اگر میں تمہاری ضروریات پوری کرنے کی ذمہ داری نہ نبھا سکتا تو تم سے ہرگز شادی نہ کرتا۔'' آپ اکثر حضور پُرنور کو خطوط لکھتے۔ اگر کوئی کسی طرح کی مدد مانگنے آتا تو اسکی فوراً مدد کرتے۔

مکرم عبدالوہاب اینڈرسن صاحب نے فجی میں مکرم نعیم احمد اقبال صاحب ریجنل مبلغ سلسلہ کے تحت کام کیا۔ وہ آپ کے بارے میں کہتے ہیں: ''آپ کا ہر ایک سے دوستانہ تعلق تھا۔ اپنے ہوں یا غیر ہمیشہ ان کو مسکراتے دیکھا۔ انھوں نے میرے ساتھ بھی کام کیا۔ میں نے انھیں ہمیشہ اطاعت کرنے والا اور ڈیوٹی کو اپنی پوری کوشش سے ادا کرنے والا پایا۔ بہت مہمان نواز تھے۔ اپنی بساط کے مطابق ہر آنے والے مہمان کی خاطر تواضع کرتے۔ ان میں صبر بہت تھا اور خدا پر توکل۔ ایک بار انکو پتّی کی شدید تکلیف ہوگئی۔ اسکی شدت اتنی تھی کہ اس نے سینے کے اندر زخم کر دیے۔ جب میں انھیں اس تکلیف میں دیکھ کر پریشان ہوتا تو وہ الٹا مجھے تسلی دیتے اور صبر اور برداشت کے ساتھ صرف دعا کی درخواست کرتے۔ آپ کو تبلیغ کا بہت شوق تھا۔ عیسائیت کا گہرا مطالعہ تھا۔ کافی مؤثر تبلیغ کرتے۔''

آپ نے فجی کے ریجنل مبلغ مکرم طارق رشید صاحب کے تحت بھی کام کیا۔ انہوں نے آپ کے بارے میں کہا۔ ''آپ بڑے عاجز، نرم دل، نوجوانوں کے ساتھ ذاتی تعلقات بنا کر دوستیاں کرنے والے تھے۔ آپ اکثر قریبی جزائر میں جا کر عیسائیوں کی کمیٹیوں میں حصہ لیتے اور تبلیغ کرتے۔ ان میں یہ ''عبدل'' کے نام سے مشہور تھے۔ تبلیغ کرنے میں ماہر تھے۔ مختصر دلیل سے بات کرتے۔ بحث کی بجائے سادگی سے قائل کرتے۔ دوستوں کے دوست تھے۔ یہ نہ تو دوستوں کو بھولتے اور نہ دوستوں کو بھولنے دیتے۔ گھانا جا کر بھی مجھ سے رابطہ میں تھا۔ حتیٰ کہ وفات تک مجھ سے رابطہ میں رہے۔''

آپ کا کہنا ہے: مکرم عبدالوہاب صاحب میں حسِ مزاح بھی خوب تھی۔ مذاق کرتے اور ماحول میں شگفتگی پیدا کر دیتے۔ وہ اکثر میرے ساتھ دورے پر جاتے تو ہم گاؤں کے چیف سے ملتے۔ چیف کو پتہ چلتا کہ یہ گھانا سے ہیں تو وہ گھانا کی آبادی پوچھتے تو آپ بتاتے: 21 ملین ہے۔ ایک بار کسی گاؤں میں چیف سے ملے اور دوسرے لوگ بھی تھے۔ چیف صاحب نے گھانا کی آبادی پوچھی تو اس بار میں نے جواب دیا کہ 21 ملین۔ آپ نے برجستہ کہا کہ 21 ملین پورے نہیں سوائے ایک کے اور وہ میں ہوں جو اب یہاں آ گیا ہوں۔ یہ سنا تھا کہ ساری مجلس میں خوب قہقہ لگا اور اس مزاح سے لطف اندوز ہوئے۔''

آپ نے اپنے پیچھے اہلیہ مکرمہ سارہ اینڈرسن، ایک بیٹی عزیزہ رحیمہ اور ایک بیٹا عزیزم فارس احمد (جو فجی میں پیدا ہوا تھا) سوگوار چھوڑے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے لواحقین کو صبر و رضا سے نوازے اور آپ کو جنت الفردوس میں جگہ دے۔ آمین

☆...☆...☆

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE
www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION Download on the App Store ANDROID APP ON Google play
اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

امت مسلمہ کے لئے دعا کی تازہ تحریک اور متحد رہنے کی تلقین

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 06 نومبر 2020ء کو خطبہ جمعہ کے آخر میں احباب جماعت کو دعاؤں کی طرف توجہ دینے کے لئے درج ذیل الفاظ میں متوجہ فرمایا:

’’اب میں اس طرف بھی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ آجکل بہت دعاؤں کی ضرورت ہے دعاؤں کی طرف توجہ کریں ہم اپنے لئے اور جماعت کے لئے تو دعائیں کرتے ہیں مسلمانوں کے لئے عمومی طور پر بھی دعاؤں کی ضرورت ہے۔ آجکل مسلمانوں کے خلاف غیر مسلم دنیا کے بعض ممالک کے لیڈر بڑے بغض اور کینہ کے جذبات رکھتے ہیں اور ظاہر ہے لیڈر جو ہیں وہ اس جمہوری دور میں عوام کو خدا سمجھ کر ان کی خواہش کے مطابق اپنے بیان اور پالیسیاں بنانے کی کوشش کرتے ہیں یا خود ہی بعض دفعہ ان کو غلط رہنمائی کر کے اس طرف لے جانے کی کوشش کرتے ہیں، کہ خدا نہیں ہے بلکہ تم ہی سب کچھ ہو۔ جہاں کھل کر بیان نہیں بھی دیتے وہاں بھی دلوں میں اسلام کے خلاف نفرتیں اور تحفظات لئے ہوئے ہیں یہ لوگ اور عوام الناس کا ایک بڑا حصہ بھی اسلام سے صحیح واقفیت نہ ہونے کی وجہ سے مسلمانوں کے خلاف ہیں بہرحال ہم نے دعاؤں کے ساتھ کوشش کے ساتھ دنیا کو بتانا ہے کہ اسلام کی حقیقت کیا ہے۔ گذشتہ دنوں کھل کر اگر کسی مغربی لیڈر کا بیان آیا ہے ویسے تو آتے رہتے ہیں کسی نہ کسی طرح فقرات لپٹے لپائے کچھ نہ کچھ سیاسی طور پر بیانات کر کے یا اس طرح گول مول سے الفاظ میں لیکن کھل کے کسی لیڈر کا بیان آیا تو وہ فرانس کا صدر تھا۔ اس نے اسلام کو کرائسس کا شکار مذہب قرار دیا ہے۔ کرائسس کا شکار تو ان کا خود اپنا مذہب ہے، جس کو اگر ہے تو اول تو وہ مانتے ہی نہیں کسی مذہب کو عیسائیت کو بھی بھول بیٹھے ہیں۔ کرائسس کا شکار تو یہ ہے۔ اسلام تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے زندہ مذہب ہے اور پھلنے پھولنے والا مذہب ہے اور پھل پھول رہا ہے اور اللہ تعالیٰ ہر زمانے میں اس کی حفاظت کی ذمہ داری لئے ہوئے ہے اس زمانے میں بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ سے اس کی تبلیغ دنیا کے چاروں کونوں میں پھیل رہی ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ یہ اسلام کی مخالف قوتیں یا لوگ جو ہیں اس لئے اس قسم کی حرکتیں کرتے ہیں اور بیان دیتے ہیں کہ انہیں پتا ہے کہ مسلمانوں میں آپس میں ایکا نہیں ہے یہاں کینیڈا کے وزیر اعظم کو بہرحال میں تعریف کے رنگ میں ذکر کر دوں۔ انہوں نے فرانس کے صدر کے بیان پر بڑا اچھا بیان دیا ہے کہ یہ سب کچھ غلط ہے اور یہ نہیں ہونا چاہئے اور ایک دوسرے کے جذبات کا مذہبی جذبات کا اور مذہبی لیڈروں کا خیال رکھنا چاہئے۔ کاش کہ باقی دنیا کے لیڈر بھی وزیر اعظم کینیڈا کے سوچ اور بیان کو ذرا غور سے دیکھنے والے ہوں اور دنیا کے امن اور سکون کو قائم کرنے کے لئے اس پر عمل کریں۔ بہرحال یہ کینیڈا کے وزیر اعظم صاحب اس لحاظ سے قابل تعریف ہیں اور ہمیں ان کے لئے دعا بھی کرنی چاہئے اللہ تعالیٰ مزید ان کا سینہ کھولے۔

بہرحال یہ تو ظاہر ہے کہ مسلمانوں میں ایکا نہیں ہے اس کی وجہ سے یہ سب کچھ ہو رہا ہے۔ ہر ایک ملک دوسرے ملک کے خلاف ہے مسلمانوں کا۔ فرقہ واریت نے باہر کی دنیا میں یہ ظاہر کر دیا ہے کہ مسلمانوں میں پھوٹ ہے۔ اگر دنیا کو پتا ہو کہ مسلمان ایک ہیں ایک خدا اور ایک رسول کے ماننے والے ہیں اور اس کی خاطر قربانیاں دینا جانتے ہیں تو کبھی ایسی حرکتیں نہ ہوں غیر مسلم دنیا کی طرف سے۔ کبھی کسی اخبار کو آنحضرت ﷺ کے خاکے چھاپنے کی جرأت نہ ہو۔ چند سال پہلے بھی جو خاکے چھپے تھے ڈنمارک میں بھی اور فرانس میں بھی اسے وقتی شور مچا کر اور ان کی چیزوں کا بائیکاٹ کر کے نہ خریدنے کا اعلان کر کے پھر خاموش ہو کر بیٹھ گئے کچھ بھی نہیں ہوا چند مہینوں کے بعد خاموشی ہو گئی۔ اس وقت بھی جماعت احمدیہ نے ہی صحیح ردّ عمل دکھایا تھا اور ان کے سامنے آنحضرت ﷺ کی خوبصورت سیرت پیش کی تھی۔ جس کی بہت سے غیروں نے پڑھے لکھے طبقے نے لیڈروں نے عوام الناس نے تعریف کی تھی اور پسند کیا تھا اور یہی کام ہم آج بھی کر رہے ہیں اور بتاتے ہیں کہ چند سر پھرے لوگوں کے اسلام کے نام پر غلط عمل کو اسلام کا نام نہ دو۔ کسی ملک کے صدر کا یہ کام نہیں ہے کہ کسی شخص کے غلط عمل کو اسلام کی تعلیم اور مسلمانوں کے لئے کرائسس کا نام دے کر پھر اپنے لوگوں کو مزید بھڑکایا جائے کہ ان کے خلاف ہماری یہ لڑائی ہے اور یہ لڑائی ہم جاری رکھیں گے۔ اس شخص کو غلط عمل پر بھڑکانے والے بھی تو یہ خود ہی ہیں۔ میں نے پہلے بھی یہ بیان دیا تھا کہ یہ خاکے وغیرہ بنانا یا آنحضرت ﷺ کی توہین کسی رنگ میں کرنا کسی بھی غیرت مند مسلمان کو برداشت نہیں ہے اور بعض مسلمانوں کے جذبات کو یہ حرکتیں بھڑکا سکتی ہیں اور بھڑکاتی ہیں اور اس سے خلاف قانون پھر کوئی حرکت سرزد ہو جائے اگر کسی سے اگر کوئی شخص قانون اپنے ہاتھ میں لے لے تو اس کے پھر ذمہ دار یہ غیر مسلم لوگ ہیں یہ حکومتیں ہیں یا نام نہاد آزادی ہے جس کو فریڈم ایکسپریشن کا نام اظہار خیال کا نام دیا جاتا ہے۔ بہرحال یہ غیر مسلم دنیا ہے جو ان کے جذبات بھڑکاتی ہے۔ میں نے اس وقت بھی جب پہلی دفعہ یہ معاملہ اٹھا تھا خطبات کے ایک سلسلہ میں صحیح ردّ عمل کی وضاحت کی تھی کہ ہمیں کس طرح صحیح ردّ عمل کرنا چاہئے اور کیا دکھانا چاہئے اور اس کا جیسا کہ میں نے بتایا کہ لوگوں پر اچھا اثر بھی ہوا تھا اور ابھی تک ہم مسلسل کئے جا رہے ہیں اس طریقے کو جاری رکھے ہوئے ہیں۔

پھر ہالینڈ کے سیاستدان نے ایک جو بیان دیا تھا تو اس وقت بھی ہالینڈ میں میں نے ایک خطبہ دیا تھا اور اس کو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرایا تھا بلکہ اس پر اس نے ہالینڈ کی حکومت کو درخواست بھی دی تھی کہ اس نے مجھے موت کی دھمکی دی ہے اور میرے خلاف اس نے یہ ہالینڈ کی حکومت کو کہا تھا کہ اس کو یہاں آنا بین کیا جائے بلکہ اس پہ مقدمہ چلایا جائے تو بہرحال ہم تو جہاں تک ہو سکتا ہے قانون کے دائرے میں رہتے ہوئے اسلام اور آنحضرت ﷺ کے مقام کے خلاف ہونے والی ہر حرکت کا جواب دیتے ہیں اور دیتے رہیں گے اور اس کا اثر بھی ہوتا ہے اور یہی حل پیش کرتے ہیں کہ قانون کے دائرے میں رہتے ہوئے ہر قدم ہمیں اٹھانا چاہئے اور سب سے بڑھ کر آنحضرت ﷺ پر درود بھیجنا چاہئے اور دعا کرنی چاہئے اور گذشتہ کئی خطبات میں یہ اس بات کی تحریک کر چکا ہوں اور باوجود ہمارے بارے میں غیر احمدی علماء کے سخت بیان کے ہم اسلام کے دفاع میں اسلام کی حقیقی تعلیم کی روشنی میں اپنا کام کرتے چلے جائیں گے اور کرتے چلے جا رہے ہیں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

ایک یا دو یا چار آدمی کو قتل کرنے سے وقتی جوش تو نکل جاتا ہے لیکن یہ کوئی مستقل حل نہیں ہے مسلم امہ اگر مستقل حل چاہتی ہے تو تمام مسلمان دنیا اکٹھی ہو۔ اب بھی فرانس کے صدر کے جواب میں ترکی کے صدر نے جواب دیا یا ایک دو اور ملکوں نے ردّ عمل ظاہر کیا تو یہ بات اتنا اثر نہیں ڈال سکتی جتنا کہ تمام مسلمانوں کے ایک ردّ عمل کا اثر ہو سکتا ہے گو یہ کہا جاتا ہے کہ ترکی وغیرہ کے ردّ عمل پر فرانس کے صدر نے اپنا بیان بدلا اور کچھ نرم کیا کہ میرا مطلب یہ نہیں تھا میرا مطلب یہ تھا لیکن ساتھ ہی اپنی بات پر بھی قائم رہا ہے کہ جو ہم کر رہے ہیں وہ ٹھیک کر رہے ہیں لیکن اگر چوّن پچپن مسلمان ممالک ایک زبان ہو کر بولتے تو پھر وہ اگر مگر کی بات نہ کرتا فرانس کا صدر پھر اس کو مجبوراً بہرحال معافی مانگنی پڑتی گھٹنے ٹیکنے پڑتے۔ بہرحال یہاں مختصر میں اتنا ہی یہ کہنا چاہتا تھا کہ دعا کریں کہ مسلمان ممالک کم از کم غیروں کے سامنے ایک ہو کر آواز اٹھائیں پھر دیکھیں کتنا اثر ہوتا ہے۔ ہم تو اپنا کام کئے جا رہے ہیں اور کرتے رہیں گے ان شاء اللہ تعالیٰ کہ مسیح محمدی کے ماننے والوں کا یہ کام ہے یہ فرض ہے کہ اسلام کی خوبصورت تعلیم کو دنیا میں پھیلائیں۔ آنحضرت ﷺ کے خوبصورت چہرے کو دنیا کو دکھائیں اور اس وقت تک چین سے نہ بیٹھیں جب تک تمام دنیا کو آنحضرت ﷺ کے جھنڈے تلے نہ لے آئیں۔ دنیا کو بتائیں کہ تمہاری بقاء اسی میں ہے کہ خدائے واحد کو پہچانو اور ظلموں کو ختم کرو۔ کچھ عرصہ پہلے میں نے چند سربراہان حکومت کو دوبارہ خط لکھے تھے چند مہینے پہلے انہی کووڈ کے دوران میں تو فرانس کے صدر کو بھی میں نے لکھا تھا اور اس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الفاظ میں یہ تنبیہ بھی کی تھی کہ یہ عذاب اور آفات اللہ تعالیٰ کی طرف سے ظلموں کی وجہ سے آتے ہیں اس لئے تمہیں اس طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ ظلموں کو ختم کرو اور انصاف کو قائم کرو اور حق پر مبنی بیان دو۔ ہم نے جو اپنا فرض تھا پورا کیا ہے اور کرتے رہیں گے۔ اب کسی کی یہ مرضی ہے چاہے وہ اس کو سمجھے یا نہ سمجھے لیکن ہم نے بہرحال امت مسلمہ کو دعاؤں میں نہیں بھولنا۔ اللہ تعالیٰ انہیں توفیق دے کہ یہ آنحضرت ﷺ کے غلام صادق کو بھی پہچان لیں اور دنیا کو عمومی طور پر بھی سوچنا چاہئے کہ ایسی باتیں اگر خدا سے دور ہٹتے چلے گئے وہ تو ان کی تباہی کے علاوہ کچھ نہیں ہے اور ہم نے عمومی طور پر ہم نے بھی یہ کوشش کرنی ہے کہ دنیا کو اللہ تعالیٰ کی توحید کے نیچے لائیں۔ آنحضرت ﷺ کے جھنڈے کے نیچے لانا یہی تحریک جدید کا مقصد بھی ہے اور اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق بھی عطا فرمائے اس کے علاوہ دنیا کے عمومی حالات کے لئے بھی دعا کریں۔ بڑی تیزی سے اس طرف بڑھ رہے ہیں اس بیماری سے جب جان چھوٹے تو یہ نہ ہو کہ ایک اور آفت جنگ عظیم کی صورت میں ان پر نازل ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ دنیا کو عقل اور سمجھ دے اور خدائے واحد کو پہچان کر اس کا حق ادا کرنے والے بنیں۔‘‘ (آمین)

15 دسمبر 2020ء		طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ		05:29	17:41
مدینہ منورہ	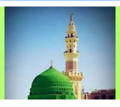	05:35	17:36
قادیان		05:54	17:26
ربوہ		05:34	17:06
اسلام آباد ٹلفورڈ	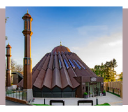	06:32	15:56